اسلام میں نظافت و آرائش کی اہمیت

اسلام دینِ فطرت اور مکمل نظامِ حیات ہے، اس دین میں انسان کے تمام فطری تقاضوں کی رعایت کی گئی ہے، نیز ان کے ضوابط وضع کیے گئے ہیں تاکہ انسان ان کی تکمیل میں جادۂ اعتدال سے ہٹ کر افراط و تفریط کا شکار نہ ہو جائے۔

انسان کے فطری تقاضوں میں ثانوی حیثیت اس کے جمالیاتی ذوق کی ہے جو ہر شخص کے اندر کم و بیش کسی نہ کسی شکل میں پایا جاتا ہے۔ نظافت پسندی، خوش پوشاکی، ذوقِ آرائش تہذیب و سلیقہ اسی جمالیاتی ذوق کے مظاہر ہیں اور اس کے پیکرِ احسنِ تقویم ہونے کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وہ اس عالمِ رنگ و بو کی سب سے پرکشش اور سلیقہ مند مخلوق بن کر رہے۔ اسلام نے عالمِ انسانیت کو صفائے ظاہر و باطن کی تعلیم دی اور اس کے حدود متعین کیے، اس لیے اس دین سے انتساب کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا متبع ان تعلیمات کی عملی تصویر بن کر عالمِ انسانیت کو یہ خوشگوار تاثر دے کہ جو دین اپنے متبعین کو نظافت و شائستگی کا پیکر بنا سکتا ہو، کیا وہ شائستگی و تہذیب کا جوہر نہیں ہوگا؟ نیز ان سے اسلام کی وسعت و گہرائی اور حقیقت پسندی کا پتہ چلتا ہے کہ اس نے ان جوانبِ حیات سے متعلق اس قدر ٹھوس اور جامع احکام وضع کیے جن کے بارے میں دیگر مذاہب فقدان یا غیر واقعیت کے شکار ہیں۔ قرآن و حدیث میں جا بجا ایسے نصوص ملتے ہیں جن میں نظافت و پاکیزگی اور جمال و آرائش کی تعلیم دی گئی بلکہ اسے ایمان کا جزو تک قرار دیا گیا گویا نظافت و پاکیزگی کا گہرا اثر ایمان پر مرتب ہوتا ہے، فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"اَلطُّهورُ شطرُ الایمان" (صحیح مسلم)

"پاکیزگی آدھا ایمان ہے"

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے :

"انّ اللہ نظیف یحبّ النظافۃ" (سنن ترمذی)

"بے شک اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے اور پاکیزگی کو پسند کرتا ہے۔"

اس مفہوم کو اس آیت کریمہ میں بھی بیان کیا گیا :

"إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ" (البقرۃ : ۲۲۲)

"بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکی اختیار کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔"

آیت کریمہ واحادیث نبویہ جن کا ترجمہ پیش کیا گیا، ان میں طہور و نظافت کے الفاظ وارد ہوئے ہیں، اور سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے مراد تن و جامہ کی نظافت و پاکیزگی ہے۔ مگر کوچہ و خانہ کو اس سے مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ دیگر نصوص میں اس کی تاکید آئی ہے۔ نظافت جمال و آرائش کا زینہ ہے، جب کسی بھی چیز کو آلائش و غلاظت سے پاک کیا جائے تو اس کے رنگ و نکہت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ مگر اس میں مزید تزئین و آرائش کی گنجائش رہ جاتی ہے، اسلام نے اس خلاء کو بھی پُر کر دیا، فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

"انّ اللہ تعالیٰ جمیل یحبّ الجمال" (صحیح مسلم)

"بیشک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔"

نظافت و پاکیزگی، زیب و زینت، جمال و آرایش باوقار شخصیت کا جزء اور مہذب معاشرہ کی علامت ہے، مگر اس کے اختیار کرنے میں اعتدال و توازن قائم رکھا جائے، افراط یا تفریط، نام و نمود، کبر و غرور، رشک و حسد اور اسراف و تبذیر سے بچا جائے کیوں کہ یہ اسلامی تعلیمات کے منافی ہیں۔

انسان کی صفائی و پاکیزگی کا سب سے پہلا زینہ اس کا دل ہے۔ دل کو کفر و شرک، ریا و کبر، بغض و حسد اور عداوت کی کدورت سے پاک کر کے ایمان و تقویٰ سے آباد رکھنا، اسے بزبان شریعت تزکیۂ نفس کہا جاتا ہے، اور یہ ایک مستقل موضوع ہے۔ نظافت و پاکیزگی اور جمال و آرایش کا دوسرا زینہ انسان کا بدن ہے، اسلام نے گوشت پوست کے اس ڈھانچہ پر خصوصی توجہ دی ـــــ اسے احترام و تقدس بخشا، اس کی حفاظت کو شریعت کے بنیادی اصولوں میں سے ایک اہم اصل قرار دیا، اسے شرعی احکام کی تنفیذ کا مکلف بنایا۔ اس کے

صحت و تحفظ کے لیے نظافت و پاکیزگی اور وقار و تمکنت کے لیے جمال و آرائش کا حکم دیا۔ اور شریعت کی نظر میں وہی شخص معزز و محترم قرار پایا جو ان آداب کی پابندی کرے۔ کیونکہ اس کے مادی فوائد کے ساتھ ساتھ معنوی فوائد بھی ہیں۔ مثلاً جسم کے اندر صلابت و پختگی ہوتی ہے جو شرعاً مطلوب ہے، جسم صحت مند و توانا رہتا ہے، فکر و شعور پر مثبت اثر پڑتا ہے۔ اس سے قربت و موانست کا جذبہ بڑھتا ہے، زندگی تہذیب و سلیقہ کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ اسلام نے نظافت و آرائش کے آداب بتلائے، اس کے مواقع میسر کیے اور ان میں ان آداب کی رعایت کو فرض قرار دیا، تاکہ پورا مسلم معاشرہ طہارت و پاکیزگی کا آئینہ بن کر رہے۔ جسم کی نظافت و آرائش سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"عشرة مّن الفطرة قصّ الشارب، واعفاء اللّحية، والسّواك، والاستنشاق بالماء، وقصّ الاظافر، وغسل البراجم، ونتف الابط، وحلق العانة، وانتقاص الماء والمضمضة۔"

(صحیح مسلم، مسند احمد)

"دس چیزیں فطری ہیں، مونچھ کاٹنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک سے پانی کھینچنا، ناخن تراشنا، انگلیوں کی جڑوں کو دھونا، بغل کا بال صاف کرنا، زیرِ ناف صاف کرنا، پانی سے استنجا کرنا، کلی کرنا۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اثر میں مزید دو ادب بتلائے گئے : سر کے بال کی مانگ نکالنا اور ختنہ۔ (مصنف عبدالرزاق)

ایک حدیث میں آپ صلّی اللہ علیہ وسلم نے خلال کا حکم دیا، فرمایا :

"تخللّوا فانّه نظافة۔" (طبرانی)

"دانت کا خلال کرو کیوں کہ یہ نظافت ہے۔"

گویا جسم کی نظافت و آرائش سے متعلق یہ تیرہ اسلامی آداب ہیں اگر انھیں چشمِ بصیرت سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ سرتاپا محیط ہیں :

سر کے بال کی نظافت و آرائش کے لیے کنگھی کرنا اور تیل لگانا، جیساکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"من کان له شعر فلیکرمه۔" (سنن ابی داؤد)

"جس کے بال ہوں وہ ان کی عزت کرے۔"

ناک کی خصوصی صفائی کے لیے ناک سے پانی کھینچنا تاکہ اس کے اندر سے گرد و غبار نکل جائے، ورنہ یہ بال کی جڑوں میں باقی رہ کر مہلک جراثیم کا سبب بنتا ہے، جو سانس کے ذریعہ سینہ میں پہنچتے ہیں۔

منہ کی صفائی کے لیے کلی کرنا، اس کا ذائقہ وتازگی برقرار رکھنے اور بدبو ختم کرنے کے لیے مسواک کرنا۔ مسواک سے دانت اور مسوڑے کا تحفظ اور اس کی آرائش بھی مقصود ہے، نیز مسواک دانت کے متعدد امراض کا مجرب و مفید علاج بھی ہے۔ خلال بھی دانت کی صفائی کا بہترین طریقہ ہے تاکہ کھانے کے آثار دانت میں باقی نہ رہیں، کیوں کہ عموماً یہ جراثیم کا سبب ہیں۔

مونچھ چھوٹی کرنے میں نظافت و آرائش دونوں پہلو ملحوظ ہیں۔ خورد و نوش کے وقت یہ اذیت نہ دے اور ہونٹ کے حسن کو گرہن آلود نہ کرے۔

داڑھی مرد کے چہرہ کی زینت ہے، اسی لیے اسے دراز کرنے کا حکم دیا گیا۔

بغل کا بال اس لیے صاف کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ پسینہ کی بدبو میں خفت پیدا ہو۔

زیرِ ناف کی صفائی، ختنہ، استنجا، اور انگلیوں کی جڑوں کو دھونے میں نظافت کا پہلو مضمر ہے۔

ناخن تراشنے میں نظافت، اور انگلیوں کی آرائش دونوں پہلو مضمر ہیں۔ گویا یہ تیرہ آداب انسان کے پورے سراپا کو محیط ہیں۔

جہاں تک طہارت و نظافت اور جمال و آرائش کے مواقع کا تعلق ہے تو ان میں سب سے اہم پنج وقتہ نماز ہے کیوں کہ اس کی ادائیگی کے لیے طہارت کاملہ شرط ہے۔ نماز سے مسلمان کو فرار نہیں اور اس بہانہ سے اس کا پورا جسم سدا پاک و صاف رہے گا۔ قضائے حاجت کے بعد استنجا مشروع کیا گیا اور مخصوص حالات میں غسل کا حکم دیا گیا۔ بنیادی پاکیزگی کے باوجود نماز کے لیے ہاتھ و پیر، چہرہ و سر، ناک و کان جو عموماً کھلا ہونے کی وجہ سے آلائش زدہ ہوتے ہیں، انھیں دھونے کا حکم دیا گیا تاکہ انسان کے جسم پر آلائش کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔ غسل کو صرف مخصوص حالت میں ہی نہیں بلکہ ہفتہ میں ایک بار فرض کیا گیا تاکہ نظافت و پاکیزگی کا یہ عمل طوعاً یا کرہاً قائم رہے۔

نماز کے لیے نظافت کے ساتھ ساتھ آرائش کا بھی حکم دیا گیا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ" (الاعراف: ۳۱)

"اے بنی آدم تم ہر نماز کے لیے زینت اختیار کرو۔"

گویا اسلام نے انسان کے کامل سراپا کی نظافت و آرائش کا مکمل نظام ترتیب دے کر اسے وقار سے نوازا اور اس نظام سے گریز نہ صرف جسم انسانی کی تحقیر بلکہ سنن اللہ سے انحراف اور عنایاتِ الٰہی کی تحقیر ہے۔ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

"جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال سے نوازا ہے تو اس کی نعمت و نوازش کے آثار تم پر نمایاں ہوں۔" (سنن ابی داؤد)

جسمانی نظافت و آرائش کے ساتھ ساتھ اسلام نے انسان کی ظاہری شکل و صورت، مظہر و ہیئت اور لباس و وجاہت پر بھی توجہ دی، تاکہ مسلمان خوش پوشاک ہو۔ اس سلسلے میں متعدد نصوص وارد ہوئے ہیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے :

"یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا یُّوَارِیۡ سَوۡاٰتِکُمۡ وَرِیۡشًا"

(الاعراف: ۲۶)

"اے بنی آدم ہم نے تم پر لباس ستر پوشی و آرائش کے لیے اتارا ہے۔"

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

"لا یدخل الجنّۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرّۃ من کبر فقال رجل : انّ الرّجل یحب ان یکون ثوبہ حسنًا و نعلہ حسنۃ، فقال انّ اللہ تعالیٰ جمیل یحبّ الجمال۔" (صحیح مسلم)

"جنت میں وہ شخص نہیں جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر گھمنڈ ہو۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ بے شک کسی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کا لباس اور جوتا اچھا ہو، تو آپؐ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال پسند کرتا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اچھا لباس پہنتے اور اپنے ساتھیوں کو بھی اچھا لباس زیب تن کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں :

"لقد رأیت علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن کما یکون من الحلل۔" (سنن ابی داؤد)

"میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے عمدہ لباس زیبِ تن کیے

ہوئے دیکھا۔"

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

"کان رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم مربوعًا وقد رایتہٗ فی حلّۃ حمراء ما رأیت شیئًا احسن منہ قطّ۔" (صحیح مسلم)

"اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ قد تھے اور میں نے آپؐ کو سرخ جوڑا میں ملبوس دیکھا، میں نے کبھی اس سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا،

ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسی ساتھی کو پراگندہ لباس دیکھا تو فرمایا :

"أما یجد ھذا ماء یغسل بہ ثوبہٗ۔" (سنن ابی داؤد)

کہ "اسے اتنا پانی میسر نہ ہوا کہ اپنے کپڑے دھو لیتا۔"

ایک مرتبہ اپنے ایک ساتھی کو پراگندہ حال دیکھا تو فرمایا :

"کیا تمہارے پاس مال ہے ؟ اس نے کہا، ہاں ! آپؐ نے پوچھا، کونسا مال ؟ اس نے کہا، اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹ، بکرے، گھوڑے اور غلام سے نوازا ہے۔ آپؐ نے فرمایا : جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں دولت سے نوازا تو اس کی نعمت و نوازش کے آثار بھی تم پر نمایاں ہونے چاہئیں۔" (سنن ابی داؤد)

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ نظیف و دیدہ زیب پیراہن شرعًا معیوب نہیں، بلکہ مطلوب ہے۔ بشرطیکہ اس میں اسراف و تبذیر، تکبر و غرور، ریاء و نمود نہ پایا جائے۔ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

"کلوا واشربوا والبسو وتصدّقوا من غیر اسراف ولا مخیلۃ۔"

(صحیح بخاری)

"کھاؤ اور پیو اور لباس پہنو اور صدقہ کرو بغیر اسراف و بخل کے۔"

انسان کے ظاہری وضع قطع کا اس کی شخصیت پر بہت گہرا اثر مرتب ہوتا ہے۔ اچھا لباس اس کی شخصیت کے نکھار اور وقار و تمکنت میں اضافہ کرتا ہے، اسی لیے اسلام نے لباس کی اہمیت کو اجاگر کیا۔

آج بہت سے خانقاہ نشین اپنے زہد و تقویٰ کی نمائش کے لیے اچھے لباس سے اجتناب کرتے ہیں اور وہ اسے عین تقویٰ سمجھتے ہیں۔ دوسرا طبقہ صرف اس لیے اچھی پوشاک سے گریز کرتا

ہے کیوں کہ وہ اپنے آپ کو شرعی تکالیف اور دنیاوی مراسم دونوں سے مافوق سمجھتا ہے۔ یہ دونوں نظریئے اسلامی تعلیمات کے منافی ہیں، جیسا کہ مذکورہ نصوص سے معلوم ہوا۔ تن و جامہ کے ساتھ ساتھ اسلام نے گھر، راستہ اور مسجد کی نظافت و آرائش کے آداب بتلائے۔ انسان جس گھر میں سکونت پذیر ہوتا ہے، اس کی ترتیب و آرایش اور نظافت و تزئین کا اس کی یومیہ زندگی اور اس کے صحت و تندرستی پر بہت گہرا اثر مرتب ہوتا ہے۔ اسی لیے اسلام نے گھر کی نظافت و آرائش پر بہت زور دیا تاکہ اس کی غلاظت امراض کا، اور اس کی بے ترتیبی ذہنی انتشار کا سبب نہ بنے۔ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"فنظفوا افنیتکم ولا تشبّھوا بالیھود۔" (سنن ترمذی)

"پس اپنے گھروں کو صاف ستھرا رکھو اور یہودیوں کی مانند نہ ہو جاؤ۔"

مسجد کے سلسلہ میں فرمایا:

"ان تبنی المساجد فی الدّور وان تطیب وتنظف۔" (سنن ابن ماجہ)

"محلوں میں مسجدیں بنائی جائیں اور انھیں صاف رکھا جائے۔"

راستوں کے سلسلہ میں فرمایا:

"وادناھا اماطۃ الاذی عن الطّریق۔" (صحیح مسلم)

"راستہ سے تکلیف دور کر دینا ایمان کی ادنیٰ شاخ ہے۔"

ایک حدیث میں فرمایا:

"ویمیط الاذی عن الطّریق صدقۃ۔" (صحیح بخاری)

"راستہ سے تکلیف دور کر دینا صدقہ ہے۔"

راستہ میں خواہ پتھر ہو یا کانٹا، غلاظت ہو یا چوپائے، اس میں سب شامل ہیں اور موجودہ دور میں اس ضمن میں وہ سواریاں بھی آجائیں گی جو راستوں میں نامناسب ڈھنگ سے کھڑی کر دی جاتی ہیں اور وہ راہ گیر یا دیگر سواریوں کے لیے باعثِ مشقت بنتی ہیں۔ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ سے تکلیف دور کرنے کی فضیلت بتلائی تو اسی سے بخوبی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ راستوں میں کسی اذیت ناک چیز پھینکنے یا کھڑی کرنے کا کیا حکم ہوگا؟

آپؐ سے منقول ہے:

"من اذی المسلمین فی طرقھم وجبت علیہ لعنتھم" (طبرانی)

"جس نے مسلمانوں کو ان کے راستوں میں تکلیف دی اس پر ان کی لعنت واجب ہے"

مکانات کی صفائی و آرائش کا انسان کے فکر و شعور اور طرزِ معاشرت پر بہت گہرا اثر مرتب ہوتا ہے اور مکانات کی صفائی راستوں کی صفائی کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ اور جب تک مکانات اور راستے غلاظت و گندگی سے محفوظ نہیں رہیں گے، تب تک وہ علاقہ صحت مند اور فرحت بخش نہیں بن سکتا۔ اور جب علاقہ ہی صحت مند نہ ہوگا تو صحت مند افراد کہاں سے پیدا ہوں گے؟

آج کل مسلم محلے غلاظت و پراگندگی میں ضرب المثل بن گئے ہیں اور یہ صورتِ حال تشویش ناک حد تک پہنچ چکی ہے۔ عموماً یہ دیکھا جا رہا ہے کہ لوگ اپنے گھر کی غلاظت دوسروں کے دروازہ پر ڈال دیتے ہیں۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ خواتین کھڑکیوں سے غلاظت گلیوں میں پھینک دیتی ہیں جس سے راہ گیروں کو تکلیف ہوتی ہے اور راستے بھی خراب ہوتے ہیں۔ ان مسائل کو ہم بہت حقیر سمجھتے ہیں، مگر ان کے اثرات بہت مہلک ہیں۔ یہ عمل شرعاً بھی غلط ہے اور فطرتِ سلیم بھی اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اسی طرح پان کھا کر راستہ میں تھوکنا، پھلوں کے چھلکے پھینکنا، راستوں میں چوپائے چھوڑ دینا، جو گندگی کرتے پھریں، یہ تمام چیزیں غلط ہیں۔ جب تک ان چیزوں پر روک نہ لگے تب تک نظافت و آرائش کا صحیح اسلامی رخ سامنے نہیں آئے گا۔۔

اقوالِ زرّیں

- کسی سے مت رکھ امید، مگر اپنے رب سے رکھ! مت ڈر کسی سے، مگر اپنے گناہ سے ڈر! (حضرت عثمانؓ)
- اگر تو گناہ پر آمادہ ہے تو ایسا مقام تلاش کر جہاں اللہ دیکھتا نہ ہو۔ (حضرت عثمانؓ)
- جانور اپنے مالک کو پہچانتا ہے، لیکن انسان اپنے خالق کو نہیں پہچانتا۔ (حضرت عثمانؓ)
- گناہوں پر نادم ہونا ان کو مٹا دیتا ہے ــــ اور نیکیوں پر مغرور ہونا ان کو برباد کر دیتا ہے۔ (حضرت علیؓ)

(مرسلہ: خادم حسین پردیسی، الریاض سعودی عرب)